طالب ہاشمی

حضرت امِّ معبد خزاعیہؓ

(۱)

جس زمانے میں آفتابِ اسلام فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہو رہا تھا۔ مکّہ معظمّہ سے مدینہ منوّرہ جانے والے راستے پر قُدید نام کی ایک چھوٹی سی بستی صحرا کے متصل واقع تھی۔ اس میں ایک مختصر سا غریب خاندان اپنی زندگی کے دن بڑے عجیب انداز میں گزار رہا تھا۔ اس گھرانے کی ساری متاع لے دے کے ایک خیمے، بکریوں کے ایک ریوڑ، گنتی کے چند برتنوں اور مشکیزوں پر مشتمل تھی، خاندان کا سربراہ ایک جفاکش بدوی تمیم بن عبدالعزّٰی خزاعی تھا۔ اس کا بیشتر وقت بکریاں چرانے میں گزرتا تھا۔ تمیم کی اہلیہ اس کی بنتِ عم عاتکہ بنت خالد ابن خلیف بن منقذ بن ربیعہ بن احرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو تھی۔ دونوں کا تعلق بنو خزاعہ کی شاخ بنی کعب سے تھا۔ عاتکہ ایک پاکدامن، باوقار اور بلند حوصلہ خاتون تھی اور اپنی کنیت "ام معبد" سے مشہور تھی۔ وہ عربوں کی روایتی مہمان نوازی سے خاص طور پر متصف تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایثار اور خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا، افلاس اور تنگ دستی کے باوجود وہ قُدید سے گزرنے والے مسافروں کی نہایت خوشدلی سے میزبانی کیا کرتی تھی اور ان کی خدمت اور تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتی تھی۔ پانی، دودھ، کھجوریں، گوشت جو کچھ میسّر ہوتا مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتی تھی۔ جب کوئی مسافر اس کے خیمے میں سستا کر آگے روانہ ہوتا تو اس کی زبان پر ام معبد کے لیے تعریف وتحسین اور دعائیں ہی دعائیں ہوتی تھیں اس طرح ام معبد کا نام مسافروں کی بے لوث خبر گیری اور خدمت وتواضع کی بدولت دور دور تک مشہور ہو گیا تھا اور لوگ اس کی عالی حوصلگی اور شرافت کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔

بعثتِ نبوی کے تیرھویں سال تک ام معبد کو خلقِ خدا کی خدمت کرتے سالہا سال گزر چکے تھے اور وہ جوانی کی منزلوں سے گزر کر پختہ عمر کو پہنچ چکی تھی اس وقت رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے صحرانشینوں میں "صاحبِ قریش" کے لقب سے مشہور تھے۔ تمیم اور ام معبد کے کانوں

میں بھی "صاحبِ قریش" اور آپ کی دعوت کی بھنک پڑ چکی تھی تاہم وہ زندگی کی ڈگر پر اپنے معمول کے مطابق چلتے رہے۔ ان غریب اور سادہ مزاج بدویوں کے لیے یہ بڑا کٹھن کام تھا کہ ایسی باتوں کی تحقیق کے لیے دور دراز کی خاک چھانتے پھریں — لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ ایک دن ان کی صحرائی قیام گاہ ان صاحبِ قریش کی طلعتِ اقدس سے جگمگا اٹھے گی اور کائناتِ ارضی و سماوی کا ذرہ ذرہ اس کے مکینوں کی خوش بختی پر رشک کرے گا۔

(۲)

ربیع الاول سنہ ۱۴ بعثت میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارضِ مکہ کو الوداع کہا۔ اور تین راتیں غارِ ثور میں گزار کر عازمِ مدینہ ہوئے۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عامرؓ بن فہیرہ آپ کے ہم رکاب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹنی پر سوار تھے اور وہ دونوں دوسری اونٹنی پر۔ اس مقدس قافلے کے آگے آگے عبداللہ بن اُرَیقط لیثی پیدل چل رہا تھا، وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود ایک قابلِ اعتماد شخص تھا اور مکہ سے مدینہ جانے والے تمام راستوں سے واقف تھا اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے راستہ بتانے کے لیے اجرت پر اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک سانڈنی پر سرورِ عالمؐ اور حضرت صدیق اکبرؓ سوار تھے اور دوسری پر حضرت عامرؓ بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط۔ یہ مختصر سا قافلہ قُدَید کے مقام پر پہنچا، تو حضرت اسماء (ذات النطاقین) بنتِ صدیق اکبرؓ نے غار سے روانگی کے وقت جو کھانا ساتھ کیا تھا وہ ختم ہو چکا تھا اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو بھوک اور پیاس محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے ام معبد کی شہرت سن رکھی تھی اور انھیں یقین تھا کہ اس کی قیام گاہ پر کھانے پینے کا کچھ انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ مقدس قافلہ ام معبد کے خیمے پر جا کر رکا۔ وہ اس وقت اپنے خیمہ کے آگے صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ان دنوں خشک سالی نے سارے علاقے پر قیامت ڈھا رکھی تھی اور اس وجہ سے ام معبد کے گھرانے پر بیتھبری وقت آن پڑا تھا۔ بڑی تنگی ترشی سے گزر بسر ہو رہی تھی۔ حضور سیدِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد سے فرمایا۔ دودھ، گوشت، کھجوریں، کھانے کی کوئی چیز بھی تمہارے پاس ہو تو ہمیں دو، ہم اس کی قیمت ادا کریں گے۔

ام معبد نے بصد حسرت جواب دیا۔ "خدا کی قسم اس وقت کوئی چیز ہمارے گھر میں آپ کو پیش کرنے کے لیے موجود نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو فوراً حاضر کر دیتی۔"

اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک مریل سی بکری پر پڑی جو خیمے میں ایک طرف کھڑی تھی۔

آپ نے فرمایا، معبد کی ماں اگر اجازت دو تو اس بکری کا دودھ دُوہ لیں۔

ام معبد نے عرض کیا، صدقے جاؤں اگر یہ دودھ دینے والی ہوتی تو میں نے اب تک خود ہی اسے آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کر دیا ہوتا۔ دودھ دینا تو بڑی بات ہے یہ بیچاری تو اپنی لاغری اور کمزوری کی وجہ سے چرنے کے لیے جنگل میں بھی نہیں جا سکتی۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جیسی بھی ہو تم اجازت دو تو ہم اس کا دودھ دوہ لیں۔

ام معبد نے کہا: آپ بڑے شوق سے دودھ دوہ لیں مگر مجھے امید نہیں کہ یہ دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔

اب وہ بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائی گئی۔ آپ نے پہلے اس کے پاؤں باندھے اور پھر اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر دعا کی "الٰہی اس عورت کی بکریوں میں برکت دے"۔

اس کے بعد چشم فلک نے ایک تحیر خیز نظارہ دیکھا۔ سید المرسلین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر بکری کے تھنوں کو چھوا۔ تھن فی الفور دودھ سے بھر گئے اور بکری ٹانگیں پھیلا کر کھڑی ہو گئی، حضور نے ایک بڑا برتن منگا کر دودھ دوہنا شروع کر دیا، یہ برتن جلد ہی لبالب بھر گیا۔ آپ نے پہلے یہ دودھ ام معبد کو پلایا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو پلایا جب وہ بھی سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے خود پیا اور فرمایا۔ ساقی القومِ اٰخِرُھُم (لوگوں کو پلانے والا خود آخر میں پیتا ہے) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ دودھ دوہنا شروع کیا یہاں تک کہ برتن پھر لبالب بھر گیا یہ دودھ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کے لیے چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہوئے۔

ام معبدؓ کا بیان ہے کہ جس بکری کا دودھ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دوہا تھا وہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت تک ہمارے پاس رہی۔ ہم صبح و شام اس کا دودھ دوہتے تھے اور اپنی ضرورتیں بخوبی پوری کرتے تھے۔

طبقات ابنِ سعد کی ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر ام معبدؓ نے ایک بکری ذبح کر کے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو کھانا کھلایا اور ناشتہ بھی ساتھ کر دیا

لیکن دوسرے ۱۲۱ اسیر نے بکری ذبح کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

(۳)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے تھوڑی دیر بعد ام معبدؓ کا شوہر اپنے ریوڑ کو لے کر جنگل سے واپس آیا۔ خیمہ میں ۔ دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا، اہلیہ سے پوچھا "معبد کی ماں یہ دودھ کہاں سے آیا؟"

ام معبدؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم ایک بابرکت مہمانِ عزیز کا یہاں گزر ہوا انھوں نے بکری کو دوہا۔ خود بھی اپنے ساتھیوں سمیت سیر ہو کر دودھ پیا اور یہ دودھ ہمارے لیے بھی چھوڑ گئے۔ پھر اس نے تفصیل کے ساتھ سارا واقعہ بیان کیا۔

ابو معبد تمیم نے کہا "ذرا اس کا حُلیہ تو بیان کرو"

ام معبدؓ نے بے ساختہ سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ مبارک بیان کیا تاریخ نے اسے اپنے صفحات میں محفوظ کر لیا ہے۔ اس نے کہا۔

"پاکیزہ صورت، حسین و جمیل، روشن چہرہ، بدن نہ فربہ نہ نحیف، متناسب الاعضاء خوب صورت آنکھیں، بال گھنے اور لمبے، سیدھی گردن، آنکھ کی پتلیاں روشن، سرمگین چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگریالے بال، خاموش ہوتے تو نہایت باوقار معلوم ہوتے۔ تکلم دل نشین۔ دور سے دیکھنے میں نہایت سجیلے اور دل ربا۔ قریب سے نہایت شیریں و خوبرو شیریں کلام، واضح الفاظ۔ کلام الفاظ کی کمی بیشی سے پاک، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی (یعنی مسلسل مربوط اور برمحل) میانہ قد کہ کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، نہ طویل کہ آنکھ وحشت زدہ ہو جائے۔ زیبندہ نہال کی شاخِ تازہ، زیبندہ منظر، عالی قدر، رفقاء ایسے کہ ہر وقت گرد و پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتے ہیں تو بڑی توجہ سے سنتے ہیں اور جب وہ حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لیے لپکتے ہیں۔ مخدوم، مطاع، مالوف، نہ ادھوری بات کرنے والے اور نہ ضرورت سے زیادہ بولنے والے"

ابو معبد یہ صفات سن کر بول اٹھا کہ خدا کی قسم یہ تو وہ صاحب قریش تھے جن کا ذکر ہم سنتے رہتے ہیں۔ میں ان سے ضرور جا کر ملوں گا۔

(۴)

حضرت ام معبدؓ کے قبولِ اسلام کے متعلق دو مختلف روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے

کہ ان کے کانوں میں "صاحبِ قریش" کی بھنک پہلے ہی سے پڑ چکی تھی۔ چنانچہ جب پہلے پہل ان کی نظر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور پر پڑی تو ان کے دل نے گواہی دی کہ یہ وہی صاحبِ قریش ہیں جو توحید کے داعی اور نیکی و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ بکری کا واقعہ دیکھا تو انھیں قطعی یقین ہو گیا کہ مہمانِ عزیز اللہ کے سچے رسول ہیں چنانچہ وہ اسی وقت صدقِ دل سے مسلمان ہو گئیں اور حضورؐ نے ان کے لیے دعائے خیر و برکت مانگی۔

دوسری روایت یہ ہے کہ حضورؐ کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد ابو معبدؓ اور ام معبدؓ دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سعادتِ ایمانی سے بہرہ مند ہوئے۔

حضرت ام معبدؓ کی زندگی کے مزید حالات تاریخوں میں نہیں ملتے تاہم ان کی زندگی کے ایک ہی واقعہ نے، جو اوپر بیان ہوا ہے، انھیں شہرتِ عام اور بقائے دوام کے دربار میں اتنا بلند مقام عطا کر دیا کہ ملتِ اسلامیہ کے تمام افراد ابدالآباد تک اس پر رشک کرتے رہیں گے کسی شاعر نے اس واقعہ کے متعلق کیا خوب اشعار کہے ہیں:۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائه — رفیقین قالا خیمتی ام معبد

هما نزلا بالبر واغتدیا به — فقد فاز من امسی رفیق محمد

لیهن بنی کعب مقام فتاتهم — ومقعدها للمسلمین بمرصد

(اللہ ان رفیقوں کو جزائے خیر دے جو ام معبد کے خیموں میں مقیم ہوئے۔ وہ نیکی سے ٹھہرے اور وہ تو اس کے خوگر ہیں تو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق ہوا، کامیاب ہوا۔ بنی کعب کو ایسی لڑکیاں مبارک ہوں جن کا مکان مسلمانوں کی جائے پناہ ہے) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تصحیح ۔ محدث جلد ۷، عدد ۱۰، ۱۱ میں طالب ہاشمی صاحب کے ایک آرٹیکل حضرت زبیر بن العوامؓ میں ان کی بیوی حضرت اسماءؓ سے منسوب اشعار مع ترجمہ شائع ہوئے جو حقیقت میں ان کی بیوی حضرت عاتکہؓ بن زید بن عمرو بن نفیل کے ہیں۔ اشعار اس طرح ہیں۔

غدر ابن جرموز بفارس بهمة — یوم اللقاء وکان غیر معرد

یا عمرو، لو نبهته لوجدته — لا طائشا رعش الجنان ولا الید

کم غمرة قد خاضها لم یثنه — عنها طرادك یا ابن فقع القردد

ثکلتك امك ان ظفرت بمثله — ممن مضی، ممن یروح ویغتدی

واللہ ربك ان قتلت لمسلما — حلت علیك عقوبة المتعمد

(اُسد الغابہ لابن الاثیر)